Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 4,Vol 3,October-December

شمارہ ۴، جلد ۳، اکتوبر۔دسمبر

تفسیر ضیاء القرآن کا اسلوب، ایک تجزیاتی مطالعہ

Tafsir Zia-ul-Quran Style, An Analytical Study

ڈاکٹر محمد نصیر[1]

ڈاکٹر شاکر حسین خان[2]

Abstract:

The author of the commentary Zia-ul-Quran is Justice Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari.

He is one of the leading religious scholars in Pakistan. He studied in various universities of the United India as well as in three Egyptian universities with different teachers. On his return home, he rendered his religious, academic and social services from various angles, both in Pakistan and international platform. He released the monthly Zia Haram Lahore.He also translated the holy Quran and some Arabic books into Urdu.In addition, write many books, articles and essays.One of his major authors is Tafseer Zia-ul-Quran, which consists of five volumes.

We have reviewed his commentary "Zia-ul-Quran" in his article " Tafsir Zia-ul-Quran Style, An Analytical Study. " Here are some features of this commentary and the sources of this commentary are presented. Then we have tried to prove by explaining them in five volumes of their interpretation, that their interpretation, Zia -ul-Quran, is commentary.

Keywords:

most renowned scholars, United India, Platform, The holy Quran, Explain.

Receiving Date:
19 October 2021

Acceptance Date:
10 December 2021

Publication Date:
30 December 2021

1. اسسٹنٹ پروفیسر گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسمٰعیل خان

2. استاد شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

تعارف، صاحبِ تفسیر ضیاءالقرآن:

تفسیر ضیاءالقرآن کے مصنف پیر محمد کرم شاہ الازہری ہیں۔ پیر صاحب کا شمار، پاکستان کے چند بڑے مذہبی علماء میں ہوتا ہے۔ وہ یکم جولائی ۱۹۸۱ء کو بھیرہ ضلع سرگودھا میں قریشی خاندان میں پیدا ہوئے۔ برطانوی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں مذہبی اور عصری تعلیم حاصل کی۔ مئی ۱۹۵۱ء میں مصر چلے گئے جہاں انہوں، جامعہ ازہر، جامعہ قاہرہ اور جامعہ فواد میں تعلیم حاصل کی۔ وطن واپس آنے کے بعد انہوں نے مختلف زاویوں سے اپنی علمی و فکری خدمات پیش کیں، الغرض ان کی خدمات کی بدولت ان سے عقیدت کا اظہار کیا گیا۔ پیر صاحب کا انتقال ۱۷۔ اپریل ۱۹۹۸ء کو ہوا۔[3]

تعارف تفسیر ضیاءالقرآن:

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تصانیف میں سے ایک تصنیف تفسیر ضیاءالقرآن، ہے جس کی پانچ جلدیں ہیں۔ جس کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے۔

جلد اول، سورۃ الفاتحہ تا سورۃ انعام، کل صفحات: ٦٧٢

جلد دوم، سورۃ الاعراف تا سورہ بنی اسرائیل، کل صفحات: ٧٣٦

جلد سوم، سورۃ الکہف تا سورۃ السجدہ، کل صفحات: ٦٧٤

جلد چہارم، سورۃ الاحزاب تا سورہ طور، کل صفحات: ٧١٠

جلد پنجم، سورۃ النجم تا سورۃ الناس، کل صفحات: ٧٨٧

اس تفسیر میں قرآن مجید کا جو ترجمہ پیش کیا گیا ہے، وہ پیر صاحب کا ذاتی ترجمہ ہے۔ اس تفسیر میں تحقیق و تنقید کے ساتھ عربی، اردو، قدیم و جدید، مختلف نظریات کے حامل مفسرین کی تفاسیر کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس تفسیر میں انہوں نے علماء کے اقوال کو بھی شامل کیا ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں، رازی، ابن کثیر، آلوسی، قرطبیؒ، بیضاوی، اور دوسرے قدیم مفسرین کے آثار کو پیش کرتے ہیں جس سے ان کی قدیم علماء سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس تفسیر میں لغوی و معنوی بحث کی گئی ہے۔ اس میں مختلف کتب حدیث و تاریخ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں فقہی مسائل کو عمومی طور پر فقہ حنفی کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے نیز کہیں کہیں اجتہاد سے کام لے کر تنقید بھی کی گئی ہے اور جدید مسائل کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ انہوں نے مذکورہ تفسیر میں مختلف مسالک کے بزرگوں کا ادب سے نام لیا گیا ہے اور ان کی کتب کے حوالے بھی دیے ہیں۔ انھوں نے ایسا یکجہتی اور اتحاد امت کے لیے کیا تھا کہ آپس کی نفرتیں ختم یا کم از کم کچھ کم ہو جائیں۔ پیر صاحب کا شمار اہل سنت فقہ حنفیہ کے علماء میں ہوتا ہے۔ علامہ سید نعیم الدین مراد آبادیؒ اور مولانا عمر نعیمیؒ ان کے اساتذہ میں سے ہیں اتنی قریبی نسبت کے باوجود تفسیرِ مذکورہ میں مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کی کسی کتاب کا حوالہ ہمیں نہیں ملا۔ ہم اپنے اس مقالے میں تفسیر ضیاءالقرآن، کی "انفرادی حیثیت "ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔

---

[3]۔ تفصیل کے لیے ڈاکٹر شاکر حسین خان کا تحقیقی مقالہ "جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری" مجلہ التفسیر، کراچی (شخصیات نمبر)، اپریل تا ستمبر، ۲۰۱۲ء اور ان کا تحقیقی مقالہ برائے ایم فل/پی ایچ ڈی، ایوارڈ ۲۰۰۹ء کے ''باب اول'' کا مطالعہ کیجیے۔

تفسیر ضیاء القرآن کے مآخذ

پیر صاحب نے اپنی تفسیر، میں جن کتب سے استفادہ کیا ان کی ایک بڑی تفصیل ہے۔ جن میں سے اکثر کتب کے ناموں کا اندراج، بحیثیت، مراجع و مصادر، تفسیر، ضیاء القرآن کی جلد پنجم، میں موجود ہے۔ ہم بھی خاص خاص کتب کے نام درج کر رہے ہیں، ملاحظہ کیجیے:

()کتب حدیث:

(۱)مؤطا(۲)المسند(۳)بخاری (۴) مسلم(۵)ابن ماجہ(۶)ابی داؤد(۷)نسائی(۸)ترمذی(۹)شرح مشکل الآثار(۱۰)اصول کافی(۱۱)المعجم الکبیر (۱۲)دار قطنی(۱۳)المستدرک(۱۴)حلیۃ الاولیاء(۱۵)شعب الایمان(۱۶)الترغیب والتربیت(۱۷)شرح الکامل(۱۸)مشکوٰۃ المصابیح(۱۹)السنن الکبریٰ(۲۰)عمدۃ القاری(۲۱)کنز العمال(۲۲)الشرح الکامل۔

()کتب تفاسیر:

(۱)تفسیر طبری (۲)احکام القرآن،الجصاص(۳) احکام القرآن،ابن عربی(۴)تفسیر البیان،طیوسی (۵) تفسیر بغوی(۶)الکشاف (۷)تفسیر کبیر،رازی(۸)الجامع احکام القرآن،القرطبیؒ(۹)التفسیر الکبیر،اندلسی(۱۰)انوار التنزیل،البیضاوی(۱۱)الدرِ منثور،سیوطی(۱۲)تفسیر خازن(۱۳) روح البیان(۱۴)تفسیر مظہری(۱۵) فتح القدیر(۱۶)تفسیر فتح العزیز (۱۷) تفسیرِ عثمانی (۱۸) تفسیر المنار (۱۹)تفسیر بیان القرآن،تھانوی (۲۰)خزائن العرفان(۲۱)تفسیر ماجدی(۲۲)ترجمان القرآن(۲۳)تفہیم القرآن(۲۴)نور العرفان(۲۵)معارف القرآن۔

()کتبِ سیرت:

(۱)سبل الہدیٰ (۲)دلائل النبوۃ،البیہقی (۳)کتاب الشفاء (۴)زاد المعاد (۵)السیرۃ النبویہ،ابن کثیر(۶)شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ (۷)السیرۃ النبویہ،زینی(۸)سیرت ابن ہشام(۹)القول البدیع۔

()کتبِ فقہ:

(۱)الہدایہ(۲)احکام الاحکام،الآمدی(۳)کنز الدقائق(۴)فتاویٰ عالمگیری

()کتبِ لغت:

(۱)الصحاح تاج اللغۃ(۲)مفردات لالفاظ القرآن(۳)لسان العرب، منظور الفریقی(۴)القاموس المحیط(۵)تاج العروس(۶)المنجد فی اللغۃ۔

()کتبِ تاریخ:

(۱)تاریخ الامم(۲)الکامل فی تاریخ، طبری(۳) تاریخ ابن خلدون(۴)طبقات ابن سعد۔

()کتبِ تصوف:

(۱)احیاء العلوم(۲)مکاشفۃ القلوب۔

تفسیر ضیاء القرآن جلد اول:

تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، سے چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

مثال نمبر:۱

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاء كُلَّهاثُمَّ عَرَضَهمْ عَلَى الْمَلاَئِكَة فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاء هؤُلاء إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔۔[4]"اور اللہ نے سکھا دیئے آدم کو تمام اشیاء کے نام پھر پیش کیا انہیں فرشتوں کے سامنے اور فرمایا بتاؤ تو مجھے نام ان چیزوں کے اگر تم (اپنے اس خیال میں) سچے ہو"

پیر صاحب آیتِ مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں "ابن عباس، عکرمہ، قتادہ، اور ابن جبیر رضی اللہ عنھم نے اس آیت کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے: علمه اسماء جميع الاشياء كلها جليلها وحقيرها۔ اللہ نے آدم کو چھوٹی بڑی تمام اشیاء کے سب نام سکھا دیئے اور خلافت کے منصب کا تقاضا بھی یہی تھا کہ انہیں ان تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا جاتا۔"[5] پیر صاحب نے مذکورہ روایت کو، قرطبیؒ کی "الجامع احکام القرآن" کے حوالے سے پیش کیا ہے۔

مثال نمبر:۲

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُواْ لِي وَلاَ تَكْفُرُونِ.[6]"سو تم مجھے یاد کیا کرو، میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری نہ کرو۔"

پیر صاحب نے آیتِ مذکورہ کے تحت ایک حدیث نقل کی ہے کہ۔

اناعند ظن عبدی بی وانامعه اذاذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیرمنهم و ان تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعاو ان تقرب الی ذراعا تقربت الیه باعلو ان اتانی یمشی اتیته هرولة۔۔[7]"میرا عبد جیسا مجھ سے گمان رکھتا ہے میں ویسا ہی اس کے ساتھ پیش آتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا تو میں اس سے بہترین محفل میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک

4۔ القرآن ۲ : ۳۱

5۔ محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء)، ج ۱، ص: ۴۷

6۔ القرآن ۲: ۱۵۲

7۔ ضیاء القرآن، ج ۱، ص: ۱۰۷

بالشت میرے قریب ہوتاہے تو میں اس کے ایک ہاتھ نزدیک ہوتاہوں۔اگروہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوتو میں اس کے ایک قدم نزدیک ہوتاہوں۔اگروہ چل کر میری طرف آتاتو میں اس کی جانب دوڑ کر جاتاہوں۔" پیر صاحب نے مذکورہ روایت کو بخاری و مسلم کے حوالے سے پیش کیاہے۔

مثال نمبر:۳

اللہ رب العٰلمین کافرمان ہے:

وَكُلُواْ وَاشْرَبُواْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ.[8]"اور کھاؤاور پیؤ یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید ڈوری، سیاہ ڈوری سے صبح کے وقت۔"

پیر صاحب نے آیت مذکورہ کے تحت جمہور کا قول(ذالک الفجرالمعترض فی الافق یمنۃ ویُسرۃً ، صُبح صادق کا طلوع ہے یعنی وہ روشنی جو دائیں بائیں پھیلتی ہے) نقل کرنے کے بعد ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ: خیط الابیض، اور خیط الاسود،لابل ھو اسود اللّیل و بیاض النہار۔(اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیاگیاکہ، یارسول اللہ! کیاسے سفید اور سیاہ دوتاگے مراد ہیں۔آپ نے فرمایا:: نہیں بلکہ اس سے مرادرات کی تاریکی اوردن کی روشنی ہے) [9]پیر صاحب نے آیت مذکورہ کی تفسیر،قرطبیؒ اور بخاری کی روایتوں کی روشنی میں کی ہے۔

مثال نمبر:۴

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ۔ [10]"اوردریافت کرتے ہیں کہ آپ سے کیاخرچ کریں فرمادیں جوضرورت سے زائد ہو۔"

پیر صاحب،آیت مذکورہ کے تحت لکھتے ہیں کہ: العفو مسھل وتیسرو فضل و لم یشق علی القلب اخراجه۔(جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہویاجس کاخرچ کرناتمہاری طبیعتوں پر بوجھ نہ ہو) [11] آیت مذکورہ کی تفسیر،قرطبیؒ کے حوالے سے کی ہے۔

مثال نمبر:۵

الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّه فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لاَانفِصَامَ لَہا وَاللّه سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔•[12]"دین میں کوئی زبردستی نہیں،بے شک ہدایت خوب واضح ہوگئی ہے گمراہی سے،توجوانکار کرے شیطان کااورایمان لائے اللہ کے ساتھ تواُس نے مضبوط پکڑ لیاحلقہ جوٹوٹنے والانہیں اوراللہ سب کچھ سننے والا جاننے والاہے۔"

---

[8]۔ القرآن ۲ : ۱۸۷

[9]۔ تفسیر ضیاءالقران،ج۱،ص:۱۲۸

[10]۔ القرآن ۲ : ۲۱۹

[11]۔ ضیاءالقران،ج۱،ص:۱۵۰

[12]۔ القرآن ۲ : ۲۵۶

طاغوت طغیان سے ہے جس کے معنی سرکشی کے ہیں۔ پیر صاحب، طاغوت کے معنی لکھے ہیں کہ: :قال الجوھری والطاغوت الکاھن والشیطان وکل راس فی ضلال۔[13] (طاغوت کاہنوں کو بھی کہاجاتا ہے جو غیب دانی کے جھوٹے دعوے کر کے لوگوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسایا کرتے ہیں۔ اس کا اطلاق شیطان پر بھی ہوتا ہے اور وہ شخص بھی طاغوت ہے جو کسی گمراہ مذہب، غلط نظریہ اور مُضمر عمل کا بانی اور کرتا دھرتا ہو۔) آیت مذکورہ کی تفسیر، قرطبیؒ کے حوالے سے کی ہے۔

مثال نمبر:٦

لاَّيَتَّخِذِالْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاء مِن دُوْنِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّهِ فِي شَيْءٍ إِلاَّ أَن تَتَّقُواْ مِنْهُمْ تُقَاة۔۔[14] "مومن، کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں، مومنوں کو چھوڑ کر اور جس نے یہ کام کیا پس نہ رہا (اس کا) اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو ان سے اپنا بچاؤ۔"

پیر صاحب آیتِ مذکورہ کے تحت لکھتے ہیں "اگر مسلمان کفار کے نرغہ میں آجائے اور اسے اپنے قتل ہو جانے، مال چھن جانے اور ناموس لٹ جانے کا قوی اندیشہ ہو تو اس بے بسی کے عالم میں اسلام نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ ایسی بات کہہ لے جس سے وہ کفار کے شر محفوظ رہے۔ لیکن علمائے اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ:فامامایرجع ضررہ الی الغیر کالقتل والزناوغصب الاموال والشہادۃ بالزوروقذف المحصنات واطلاع الکفارعلی عورات المسلمین فذلک غیرجائزالبتۃ۔[15] اس عالم خوف وخطر میں اسے یہ اجازت ہر گز نہیں کہ وہ ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے دوسرے مسلمان کو ضرر پہنچے۔ مثلاً اگر کفار اسے کسی مسلمان کو قتل کرنے، زنا کرنے، مال غصب کرنے، جھوٹی گواہی دینے کسی پاک دامن عورت پر جھوٹا بہتان لگانے، یا کفار کو مسلمانوں کے راز بتانے پر مجبور کریں تو اس مسلمان کو اس امر کی ہر گز اجازت نہیں کہ وہ اپنے بچاؤ کے لیے ان کاموں میں سے کوئی کام کرے۔" پیر صاحب نے امام رازی کی تفسیرِ کبیر کے حوالے سے آیت مذکورہ کی تفسیر کی ہے۔

مثال نمبر:٧

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِمَاجَاءكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْاْنَدْعُ أَبْنَاءنَاوَأَبْنَاءكُمْ وَنِسَاءنَاوَنِسَاءكُمْ وَأَنفُسَنَاوأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ[16] "پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آگیا آپ کے پاس (یقینی) علم تو آپ کہہ دیجیے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی، اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی، پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجا کریں پھر بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔"

13۔ تفسیر ضیاء القران، ج ا، ص:١٧٩

14۔ القرآن ٢ : ٢٨

15۔ ضیاء القرآن، ج ا، ص:٢٢٠۔٢٢١

16۔ القرآن ٣ : ٦١

آیت مذکورہ میں نجران کے ایک دستے کے شکوک وشبہات جواب دیا گیا ہے۔اس کے باوجود انہوں نے پھر دعوت اسلامی کو قبول نہیں کیااور اپنے عقیدہ تثلیث پر قائم رہے۔اس لیے اللہ نے اپنے رسول کوان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔ مباہلہ کہتے ہیں کہ فریقین اللہ سے یہ دُعا کریں کہ ان میں سے جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔ پیر صاحب،آیت مذکورہ کے تحت ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ حسین اور حسن کو ساتھ لیے تشریف لائے اور آپ کے پیچھے سیدہ فاطمہ اور ان کے پیچھے سیدنا علی آئے۔ آپ ﷺ نے نجرانیوں کو مباہلہ کی دعوت دی توانہوں نے مشاورت کے لیے مہلت مانگی اور دوسرے دن مباہلہ کرنے سے انکار کردیا اور صلح کرکے جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔ [17]آیتِ مذکورہ کی تفسیر بھی تفسیر بالماثور کی ایک مثال ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم:

اب، تفسیرِ مذکورہ کی جلد دوم،سے بھی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

مثال نمبر:۸

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

وَبَيْنَهمَاحِجَابٌ وَعَلَى الأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلاًّ بِسِيمَاهمْ وَنَادَوْاْ أَصْحَابَ الْجَنَّة أَن سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوها وَهمْ يَطْمَعُونَ۔[18]"اوران دونوں کے درمیان حجاب ہے۔اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے،جوان سب کو پہچانتے ہوں گے ان کی نشانی سے اور وہ پکاریں گے اہل جنت کو کہ سلام ہو تم پر۔ جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ جنت میں داخل ہونے کے خواہش مند ہونگے"

پیر صاحب رقم کے بقول:وَ الأَعْرَافُ فِی اللُّغَةِالمَكَانُ المُشرَفُ جمعُ عُرفِ۔(اور اعراف،عُرف کی جمع ہے۔عُرف کا لغوی معنی بلند جگہ ہے۔)اس وجہ سے گھوڑے کی گردن کے بالوں کو عُرفُ الفَرَسِ اور مرغ کی کلغی کو عُرفُ الدِّیکِ کہتے ہیں۔ یہاں اس حجاب کا بالائی حصہ مراد ہے۔اور وہ لوگ جو وہاں اعراف میں ہوں گے وہ کون ہیں؟اس کے متعلق مفسرین کرام نے پندرہ اقوال لکھے ہیں۔ یہ ہے،وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں مساوی ہوں گی۔هُم قَو مُ استَوَتْ حَسَناتُهُم و سَيِّئاَ تُهُم۔اور دوسرے متعدد اقوال کو علامہ بیضاوی نے انہیں اس عبارت میں ذکر کردیا ہے۔وَقِیلَ قَومُ عَلَت دَرَجَاتُهُم كَالأنبِياءِ اَوِ الشُّهَدَاءِ اَوخِيَارِ المُؤمِنِينَ اَ وُعُلمَاَئِهِم۔بعض علماء کے نزدیک اعراف کی بلندیوں پر فائز ہونے والے انبیاء، شہداء، صلحاء اور علماء ہونگے۔ان کی عزت افزائی کے لیے ان کو اس بلند مقام پر ٹھہرایا جائے گا تاکہ تمام اہل محشر ان کی عظمتِ شان اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ [19] آپ نے غور فرمایا کہ تفسیر میں جو عربی وقدیم بزرگوں نے اپنی تفسیر میں جو اقوال لکھے ہیں جمع کردیا گیا ہے۔مذکورہ آیت کی تفسیر میں قرطبیؒ اور روح البیان کے حوالے موجود ہیں۔

[17]۔ تفسیر ضیاء القران،ج ا،ص:۲۳۸

[18]۔ القرآن ۷ : ۴۶

[19]۔ تفسیر ضیاء القران،ج ۲،ص:۳۳

مثال نمبر:۹ اللہ رب العٰلمین کافرمان ہے:

اسْتَغْفِرْ لَهمْ أَوْلاَ تَسْتَغْفِرْ لَهمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللّه لَهمْ ذَلِكَ بِأَنَّهمْ كَفَرُواْ بِاللّه وَرَسُولِه وَاللّه لاَيَهدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔[20]"آپ ان کے لیے بخشش طلب کریں یا نہیں کریں،اگر تم ان کے لیے بخشش مانگو،ستّر مرتبہ بھی جب بھی اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا کیوں کہ انہوں نے اللہ اور اس کی رسالت کا انکار کیا ہے۔اور اللہ نافرمانی کرنے والے گروہ کو ہدایت نہیں دیتا۔"

پیر صاحب آیت مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں کہ :بن ابی کا طریقہ تھا کہ جب حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو وہ کھڑا ہو جاتا اور کہتا: هٰذَا رَسُولُ اللهِ اَكرَمَهُ الله وَاَعَزه وَنَصَره ۔"یہ اللہ کے سچے رسول ہیں اللہ انہیں عزت عطا کرے اور ان کی مدد کرے۔ "اور جب اس کا نفاق کھل گیا تو پھر اس نے یہی الفاظ دہرائے۔سیدنا عمر نے اسے بیٹھا دیا۔دوسرے لوگوں نے بھی اسے شرمندہ کیا۔چناں چہ صلوٰۃ کی ادائیگی سے پہلے ہی چلا گیا۔راستے میں کسی نے کہا کہ کہا جارہے ہو؟ حضور ﷺ کی خدمت میں چلو اور ان سے دعائیں لو۔ تو وہ کہنے لگا کہ ! "مَا اُبَالِي استَغفَرَلِي اَولَم يَستَغفِر"وہ میرے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں مجھے ذرا پروا نہیں۔"یعنی مجھے ان کی مغفرت کی دعا کی ضرورت نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔"[21]

مثال نمبر:۱۰

اللہ رب العٰلمین کافرمان ہے:وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّه۔۔ [22]"اور یہ اطاعت کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ کے سوا۔"

آیت مذکورہ کے تحت،پیر صاحب رقم طراز ہیں:

اِنَّ العِبَادَةَ مِن اَعظَمِ اَنوَاعِ التَعظِيمِ فَهِيَ لَاتَلِيقُ اِلَّا لِمَن صَدَرَ عَنهُ اَعظَمُ اَنوَاعِ الاِنعَامِ وَذٰلِكَ لَيسَ اِلَّاالحَيَاةَ وَالعَقلَ وَالقُدرَةَ وَمَصَالِحَ المَعَاشِ وَالمَعَادِ وَاِذَا كَانَتِ المَنَافِعُ وَالمَضَارُ كُلّهَا مِنَ اللهِ سُبحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَجَبَ اَن لَّا تَلِيقَ العِبَدَةُ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى۔"[23](عبادت،تعظیم اور تکریم کا بلند مقام ہے اور یہ اسی کے لیے ہے جس کے انعامات سے وبرتر ہوں۔جیسے،حیات،عقل،قدرت اور دنیاوی فوائد اور اُخروی منافع یہ سب تو اللہ کی عطا کردہ چیزیں ہیں اس لیے اس کے بغیر اور کون ہے جس کی اطاعت کی جائے۔)پیر صاحب نے آیت مذکورہ کی تفسیر،میں تفسیرِ کبیر کا حوالہ دیا ہے۔

20۔ القرآن۹ : ۸۰

21۔ تفسیر ضیاء القرآن،ج۲،ص: ۲۳۷۔۲۳۸

22۔ القرآن۱۰ : ۱۸

23۔ تفسیر ضیاء القرآن،ج۲،ص:۲۸۷

مثال نمبر:۱۱

اللہ رب العلمین کافرمان ہے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هذَا الْقُرْآنَ۔[24]"ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ایک اچھا واقعہ،جو ہم نے آپ پر وحی کیااس قرآن میں۔"

پیر صاحب نے لکھاہے کہ: اس کو احسن القصص کہنے کی وجہ ظاہر ہے کیوں انسانی زندگی کے تمام کرداروں کواس مقام پر خوبصورت انداز میں بیان کیاگیاہے کہ ہر ایک کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے اوراسی میں زندگی کے مختلف مسائل کوبیان کیاہے جس کا تعلق انسانی معاشرہ کے ساتھ ہے۔اس میں توحید کے دلائل،خوابوں کی تعبیر،سیاسی مسائل،معاشرے کی پیچیدگیاں،معاشی اصلاح کی تدابیر،غرض یہ کہ تمام وہ امور جو دین اور دنیا کی اصلاح میں موثر ثابت ہوسکتے ہیں بڑی عمدگی سے بیان کردیئے گئے۔فیهَاذِكرُالتُّوحِيدِ وَفِقهِ وَالسِّيَرِوَ تَعبِيرِالرُّؤيَا وَالسِّيَاسَةِ وَالمُعَاشَرَةِ وَتَدبِيرِالمَعَاشِ وَجُمَلِ الفَوَائِدَ الَّتِى تَصلُحُ لِلدِّينِ وَالدُّنيَا۔[25]پیر صاحب نے آیتِ مذکورہ کی تفسیر قرطبیؒ کے حوالہ سے کی ہے۔

مثال نمبر: ۱۲

اللہ رب العلمین کافرمان ہے:

وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهلِكَ قَرْيَة أَمَرْنَا مُتْرَفِيها فَفَسَقُواْ فِيها فَحَقَّ عَلَيْها الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاها تَدْمِيرًا۔[26]"اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کردیں کسی بستی کو(گناہوں کے سبب)تو ہم وہاں کے وڈیروں کو حکم بھجواتے ہیں مگر وہ(نیکی کے بدلے) نافرمانی اتر آتے ہیں،پس حق بن جاتاہے ان پر(عذاب کا)فرمان پھراس بستی کواجاڑکررکھ دیتے ہیں۔"

پیر صاحب نے آیتِ مذکورہ کے تحت لکھاہے کہ: اَمَرْنَا کا لفظ تحقیق طلب ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ :اَیسَلَّطنَا اَشرَارَهَا فَعَصَوافِيهَا فَاِذَافَعَلُواذٰلِكَ اَهلَكنَاهُم۔اور بعض علماء نے کہاہے کہ اَمَرْنَا کا معنیٰ اَكثَرنَا۔لیکن علامہ بیضاوی نے لکھاہے کہ امرنا کے بعد یہ عبارت مقدر ماننی پڑے گی۔ اَمَرْنَا مُترَفِيهَا بِالطَّاعَةِ علیٰ لِسَانِ الرَّسُولِ۔لیکن وہ نافرمانی کرتے ہیں اوران کا پھروہی انجام ہوتاہے جو لکھاجا چکاہے۔[27]آیت مذکورہ کی تفسیر قرطبیؒ اور بیضاوی کے مطابق کی گئی ہے۔

24۔ القرآن ۱۲ : ۳

25۔ تفسیر ضیاءالقرآن،ج۲،ص:۴۰۹۔۴۱۰

26۔ القرآن ۱۷ : ۱۶

27۔ تفسیر ضیاءالقرآن،ج۲،ص: ۶۴۶

تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم:

اب، تفسیر ضیاء القرآن، جلد سوم، سے بھی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

مثال نمبر:۱۳

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ۔[28] "آپ فرمادیں کہ میں بشر ہوں، تمہاری مثل، مجھ پر وحی کی جاتی ہے تمہارا الٰہ ایک ہے۔"

پیر صاحب، أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ: کے تحت لکھتے ہیں کہ "علامہ ثناء اللہ پانی پتی حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

قال ابن عباس علم الله تعالیٰ عزوجل رسوله صلی الله علیه وسلم التواضع لئلایزهی علیٰ خلقه۔ قلت فیه سد لباب الفتنة افتن بهاالنصاری حین راو عیسی یبری الا کمه والابرص ویحی الموتٰی و قداعطی الله تعالیٰ لنبینا صلی الله علیه وسلم من المعجزات اضعاف مااعطٰی عیسٰی علیه السلام فامره باقرار العبود دیة وتوحید الباری لا شریک له ۔[29] صاحب کمال کا اظہار تواضع بھی اس کا کمال کا ہوتا ہے لیکن بعض کج فہم اور حقیقت ناشناس لوگ اس آیت کو کمالاتِ نبوت کا انکار کی دلیل بناتے ہیں۔ آپ ملاحظہ کیجیے کہ روایت کو تفسیر ابن عباس سے نہیں بلکہ تفسیرِ مظہری سے نقل کیا گیا ہے۔اس طرح کی مثالیں،اس تفسیر میں جا بجا نظر آئیں گی۔

آج کل کے جدید لکھاریوں کو اکابرین کے عمل سے سیکھنا چاہیے۔اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کے جس کتاب سے پڑھیں اسی کا حوالہ دیں یہ نہیں کہ پڑھیں اردو کتاب اور حوالہ دیں عربی کتاب کا،البتہ اس کتاب کے توسل سے آپ اصل کتاب تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں اور دونوں کتابوں کے حوالے بھی دے سکتے ہیں جیسا کہ پیر صاحب کی تحریر سے ہم نے ثابت کیا۔اس کے علاوہ اگر حوالہ ثانی کی تحریر میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہ بھی کر سکتے ہیں۔

مثال نمبر:۱۴

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے:

فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۔[30] "پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملاقات کی تو اسے چاہیے کہ وہ عمل صالح کرے اور نہ ملائے اپنے رب کیا طاعت میں کسی کو۔"

عمل کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے۔پیر صاحب آیت مذکورہ کی تشریح میں ایک حدیث لاتے ہیں کہ: شداد بن اوس سے مروی ہے: فانی سَمِعتُ رَسُولَ الله ۔صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَن صَلّٰی يُرَاءِی فَقَد اَشرَکَ وَمَن صَامَ يُرَاءِی فَقَد اَشرَکَ وَمَن تَصَدَّقَ يُرَاءِی فَقَد اَشرَکَ۔(جس نے دکھاوے کے لیے صلوۃ ادا کی اس نے ملاوٹ کی۔جس نے ریاکاری

---

[28]۔ القرآن ۱۸ : ۱۱۰

[29]۔ تفسیر ضیاء القرآن،ج۳،ص:۵۷

[30]۔ القرآن ۱۸ : ۱۱۰

سے رکا رہا اس نے نے ملاوٹ کی۔ جس نے ریاکاری سے صدقہ دیا اس نے ملاوٹ کی۔) ایک مرتبہ شداد رونے لگے۔ وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ سے بات سنی سے جس سے میں رو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اتخوف علی امتی الشرک والشهوة الخفية۔ مجھے خدشہ ہے کہ میری امت شرک اور نفس پرستی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ میں نے عرض کی! اتشرک امتک من بعد ک۔ کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ قال نعم اما انهم لایعبدون شمسًاولا قمرا ولا حجرا ولا صنام ولكن يراء ون باعمالهم۔[31] آپ نے فرمایا ہاں لیکن وہ شمس و قمر کو نہیں پوجا کریں گے اور نہ کسی پتھر و صنم کو بلکہ وہ دکھانے کے عمل کریں گے۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ نیک کاموں میں ریاکار آجائے تو بارگاہِ رب العلمین میں وہ قطعاً قبول نہیں ہوگا۔" آیتِ مذکورہ کی تفسیر مسند امام احمد بن حنبل کی روایتوں سے کی گئی ہے۔

مثال نمبر: ۱۵

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے:

إِلاَ مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ۔[32] " سوائے اس کے جو لوٹ آیا اور مان گیا اور نیک عمل کیے۔"

پیر صاحب، آیتِ مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں "توبہ کی وجہ سے ان کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اس کے بعد جو نیک عمل وہ کریں گے انہیں ان کے نامہءاعمال میں لکھ دیا جائے گا۔ پہلے وہ ارتکابِ گناہ پر اپنے آپ کو مجبور پاتا تھا اب اطاعتِ الٰہی کے بغیر اسے چین نصیب ہوگا۔[33]

آیت مذکورہ کی تفسیر میں تفسیر مظہری کا حوالہ موجود ہے۔

مثال نمبر:۱۶

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے:

قَالَ هذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِه وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ۔ [34]"آپ نے اسے دیکھا کہ رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک تو فرمانے لگے یہ فضل میرے رب کا ہے تاکہ وہ آزمائش کرے میری کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفر اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر گزاری کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے۔"

پیر صاحب، آیتِ مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں "اللہ غنی اور کریم ہے۔ اگر کوئی اس کا شکر گزار بندہ بنا رہے تو وہ اسے اور زیادہ دیتا جائے گا۔ کیوں کہ وہ غنی ہے اس کے خزانے بھرے پڑے ہیں اور وہ کریم ہے اس کا دستِ جود و عطا سخاوت کرتا ہی رہتا ہے۔ ایک چیز ابھی تحقیق طلب

31۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج۳، ص:۶۰۔۶۱

32۔ القرآن ۲۵ : ۷۰

33۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج۳، ص:۶ ۳۷

34۔ القرآن ۲۷ : ۴۰

ہے کہ وہ کون شخص تھا جس نے دم بھر میں بلقیس کا شاہی تخت پندرہ سو میل کی مسافت سے سبا سے بیت المقدس پہنچا دیا۔ نیز وہ تخت کہیں صحن میں تو پڑا نہیں ہوگا بلکہ قصرِ شاہی کی کسی محفوظ ترین جگہ میں رکھا ہوگا اور اس کی نگہبانی کے لیے خصوصی پہرے داروں کا انتظام بھی ہوگا۔ اس کے متعلق کسی نے حضرت خضر کا نام لیا ہے اور کسی نے جبرئیل کا اور کسی نے آصف بن برخیا کا۔ اور یہ آخری قول زیادہ مشہور ہے۔ لیکن قرآن نے اس کا نام نہیں لیا بلکہ اس کی صفت سے اس کا تعارف کرا دیا۔ یعنی اس شخص نے یہ بات کہی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کی یہ صفت ایسی تھی جس کا اس محیر العقول کارنامے کی انجام دہی کے ساتھ خصوصی تعلق تھا۔ امام رازی لکھتے ہیں: وان لهذا الوصف تاثيرا في نقل ذالک العرش۔ امام عبد القاہر جرجانی نے اسرار البلاغۃ میں تصریح کی ہے کہ جب کسی فاعل کی توصیف صلہ سے کی جائے تو اس فعل کے صدور میں اس صلہ کو خصوصی دخل ہوتا ہے۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس شخص میں یہ قوت اور طاقت پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے پاس، عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ تھا۔ اس آیت سے کراماتِ اولیاء کا ثبوت بھی ہو گیا اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اگر حضرت سلیمان کا امتی "الکتاب" کے علم کی برکت سے ایسا کام کر سکتا ہے تو سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی امت کا ولی جو الکتاب کا نہیں بلکہ "الکتٰب المبین" کا عالم اور اس کے اسرار و معارف پر آگاہ ہے اس سے ایسے امور کا سرزد ہونا کیا مشکل ہے۔ وہ لوگ جو حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے اولیائے کاملین کی کرامات کا انکار کرتے ہیں انہیں قرآن کریم کی اس آیت میں مکرّر غور کرنا چاہیے۔[35]

آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں تفسیر کبیر کا حوالہ دیا گیا ہے، پیر صاحب نے امام عبد القاہر جرجانی کی تصنیف "اسرار البلاغۃ" کا حوالہ اسمٰعیل حقی کی تفسیر "روح البیان" کے توسل سے دیا ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم:

اب، تفسیر ضیاء القرآن، جلد چہارم، سے بھی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

مثال نمبر: ۱۷

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

> النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُه أُمَّهَاتُهمْ وَأُوْلُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّه مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهاجِرِينَ إِلاَّ أَن تَفْعَلُوا إِلَى أَوْلِيَائِكُم مَّعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا۔[36] "نبی مومنوں سے ان کی جان سے زیادہ قریب ہیں اور آپ کی ازواج ان کی مائیں ہیں اور قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں، کتاب اللہ کے مطابق، عام ماننے والوں اور ہجرت کرنے والوں سے، مگر یہ کہ تم کرنا اپنے دوستوں سے بھلائی یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔"

35۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج ۳، ص: ۴۴۵-۴۴۶

36۔ القرآن ۳۳: ۶

پیر صاحب لکھتے ہیں:

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ علیہ وسلم قال مامن مؤمن الا و انا اولٰی بہ فی الدنیا والآخرۃ اقرؤا ان شئتم اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وایمامؤمن مات وترک مالاً فلیرثہ عصبتہ من کانوا و من ترک دینااوضیاعاً فلیاتنی فانامولاہ۔[37] کوئی ایسا مؤمن نہیں جن کا دنیااور آخرت میں، میں والی نہیں۔اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ۔الآیۃ۔اور جو مومن فوت ہوااور اپنے پیچھے مال چھوڑ جائے، تواس کے قریبی رشتہ داراس کے وارث ہونگے اور جو مومن قرضہ وغیرہ چھوڑ جائے، تووہ میرے پاس آئے، میں اس کا والی ہوں۔

مثال نمبر: ۱۸

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَاأَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ الله وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ الله بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔[38]" محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں،اور لیکن وہ تواللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔"

پیر صاحب آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حریم نبوت میں رونق افروز ہوئیں تو بہتان تراشیوں کے جس طوفان کا اندیشہ تھا، وہ امنڈ کر آگیااور بد باطن یہودیوں اور منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھوا پنے (منہ بولے) بیٹے کی بیوی کو طلاق کے بعد اپنی زوجیت میں لے لیا۔ کبھی ایسااندھیر بھی ہوا تھا، جیسے انہوں نے کر دکھایا۔ ہمارے رواج کو تو چھوڑ دو، وہ آج تک یہی بیان کرتے رہے کہ بیٹے کی بیوی سے بیٹے کا والد نکاح نہیں کر سکتا۔اب پھر خوداپنے بیٹے زید کی مطلقہ اہلیہ کواپنی زوجیت میں لے لیا۔ مجید نے ان کی اس ہرزہ سرائی کوایک جملے سے ختم کرکے رکھ دیا کہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔تو پھر زید بیٹا کیسے بن گیا۔؟"[39] مذکورہ واقعہ کو پیر صاحب نے، تفسیر قرطبی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

مثال نمبر: ۱۹

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا۔[40] "یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔"آیت مذکورہ کی تفسیر میں پیر صاحب نے ایک روایت کے مطابق لکھا ہے کہ، فتح مبین سے مراد فتح مکہ ہے۔دوسری روایت کے مطابق اس سے مراد فتح خیبر ہے۔ تیسری

---

[37]۔ تفسیر ضیاءالقرآن، ج۴،ص: ۱۵

[38]۔ القرآن ۳۳ : ۴۰

[39]۔ تفسیر ضیاءالقرآن، ج۴،ص:۶۵

[40]۔ القرآن ۴۸ : ۱

روایت کے مطابق اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے اور اسی تیسرے قول کو انہوں نے درست قرار دیا ہے۔[41] آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں روح المعانی کا حوالہ موجود ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم:

اب، تفسیر ضیاء القرآن، جلد پنجم، سے بھی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

مثال نمبر: ۲۰

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ۔ [42]"قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا۔"

آیت مذکورہ کی تفسیر میں پیر صاحب نقل کرتے ہیں "ایک دفعہ مشرک اکھٹے ہو کر حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے کہنے لگے: اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکرے کر دکھایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ان فعلت تؤمنون: اگر میں ایسا کروں تو ایمان لے آؤ گے؟ وہ بولے ضرور۔ اس رات کو چودھویں تاریخ تھی۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے اپنے رب سے عرض کی کہ کفار نے جو مطالبہ کیا ہے اسے پورا کرنے کی قوت دی جائے۔ چنانچہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضور ﷺ اس وقت مشرکین کا نام لے لے کر فرما رہے تھے یا فلاں یا فلاں اشھدوا۔ اے فلاں اے فلاں اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور اس بات پر گواہ رہنا، تمہاری فرمائش پوری ہو گئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کفار نے جب اس عظیم معجزہ کو دیکھا تو ایمان لانے کے بجائے انہوں نے کہا: هذا من سحر ابن كبشه۔ یہ ابو کبشہ کے بیٹے کی کی نظر بندی کا اثر ہے۔ اس نے تمہاری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔ چند دنوں تک باہر سے قافلے آنے والے ہیں۔ ہم ان سے پوچھیں گے اس جادو کی حقیقت خود بخود کھل جائے گی جب وہ قافلے مکہ آئے اور ان سے پوچھا گیا کہ کیا فلاں رات کو چاند کو شق ہوتے تم نے دیکھا ہے۔ سب نے اس کی تصدیق کی لیکن اس کے باوجود کفارِ مکہ کو ایمان لانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ یہ معجزہ ہجرت سے پانچ سال پہلے وقوع پزیر ہوا۔"[43]

مثال نمبر: ۲۱

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ الله وَرَسُولَه كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ۔۔الخ۔۔[44]"بے شک جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی انہیں ذلیل کیا جائے گا جس طرح ذلیل کیے گئے وہ (مخالفین) جو ان سے پہلے تھے۔"

پیر صاحب آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں "جو لوگ اپنی بندگی کی حدود کو پھاند کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حدود میں مداخلت بے جا کا ارتکاب کرتے ہیں۔ قانون سازی کا جو حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے مخصوص ہے اس حق کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور اللہ کے بندوں کے لیے خود قانون وضع کرنا شروع کر دیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اس آیتِ طیبہ میں کیا جا رہا ہے۔ بیضاوی نے اس آیت

41۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج۴، ص: ۵۳۱

42۔ القرآن ۵۴ : ۱

43۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج۵، ص: ۵۱-۵۲

44۔ القرآن ۵۸ : ۵

کی تفسیر ان الفاظ سے کی ہے: اویضعون او یختارون حدوددا غیر حدود الله تعالیٰ ورسوله صلی الله علیه رسلم (بیضاوی)۔۔۔ 45

آیت مذکورہ کی تفسیر میں، علامہ بیضاوی، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مثال نمبر: ۲۲

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْءًا وَأَقْوَمُ قِيلًا۔[46]"بلاشبہ رات کا قیام (نفس کو) سختی سے روندتا ہے اور بات کو درست کرتا ہے۔"

پیر صاحب آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں"نَاشِئَة: وزن کے لحاظ سے تو اسم فاعل مونث کا صیغہ ہے۔ لیکن یہ مصدر ہے جس طرح، عافیۃ، بمعنی عفو ہے۔ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ۔ کا معنی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے: قیام الیل بعد النوم۔ سونے کے بعد رات کو اٹھنا۔ ابن کیسان کہتے ہیں ھی القیام عن اٰخر اللیل۔ رات کے آخری حصہ میں قیام کرنا۔[47]

آیت مذکورہ کی تفسیر، تفسیرِ مظہری کے حوالے سے کی گئی ہے۔

مثال نمبر: ۲۳

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا۔۔[48]"یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے) نفس کو پاک کر لیا۔"

پیر صاحب آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں"یہ وہ حقیقت ہے جس کو آشکارا کرنے کے لیے اتنی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ فرمایا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہو گیا اور جس نے اسے گناہوں کی خاک میں دبا دیا وہ خائب و خاک سر ہوا۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔ التزكية الانماء والاعلاء و التدسية والا خفاء۔[49]

مذکورہ امثال سے ثابت ہوتا ہے کہ تفسیر ضیاء القرآن اردو زبان مین لکھی گئی جدید تفاسیر میں ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہے۔ تفسیر مذکورہ عمومی طور پر اپنے مذہب اہل سنتِ حنفیہ کے مطابق صحیح روایت کے تحت لکھی گئی ہے۔ جزوی طور پر اجتہاد سے بھی کام لیا گیا ہے۔ یہ

45۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج۵، ص:۱۴۰

46۔ القرآن ۷۳ : ۶

47۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج۵، ص:۴۰۳

48۔ القرآن ۹۱ : ۹

49۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج۵، ص:۵۷۳

تفسیر، آثار پر مشتمل ہے۔ تفسیر کا اسلوب یہ ہے کہ آیت کے مشکل الفاظ کے لغوی معنٰے تحریر کیے گئے اس کے بعد احادیث پیش کی گئیں اور پھر قدیم وجدید مفسرین کے اقوال اور اس کے بعد اپنے الفاظ میں آیت کا مفہوم اور تشریح کو پیش کیا گیا ہے۔